بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مبارکہ

"تحصیلُ الْبَرَکَات بِبَیَانِ مَعْنیٔ التَّحیات" فارسی

بنام

برکاتِ تشہد

تصنیف:

شیخ الاسلام والمسلمین، شیخ محقق

فضیلت پناہ، شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۱۰۵۲ھ

ترجمہ، تخریج وتحشیہ:

غلام جیلانی چاچڑ، نقشبندی

(فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان)

ناشر : جمعیت اشاعت اہل سنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر کراچی

نام کتاب: تحصیل البرکات ببیان معنی التحیات، فارسی بنام برکات تشہد

مصنّف: حضرت سیّدنا شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: غلام جیلانی چاچڑ، نقشبندی حفظہ اللہ تعالی

نظر ثانی وتصحیح: حضرت علامہ مفتی محمد عطا اللہ نعیمی حفظہ اللہ تعالی

سن اشاعت: ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ / جنوری 2018ء

ناشر: جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ **www.ishaateislam.net** پر موجود ہے

انتساب

راقم الحروف اپنی اس حقیرسی کاوش کو ''حضوری بزرگ''، فضیلت پناہ، شیخ اجل، فخر المحدثین، حضرت سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ

اور

گردوں فراز علمی وروحانی شخصیت

غزالی زماں، رازی دوراں، بیہقی وقت، ضیغم اسلام، امام اہل سنت، حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نوراللہ مرقدہ، (ت ۱۹۸۵) کی بارگاہ عرش ناز میں بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہے۔

؎ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

نیازمند

غلام جیلانی چاچڑ، نقشبندی

0308-6759246

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

''تحصیل البرکات فی بیان معنیٔ التحیات'' شیخ محقق شیخ عبدالحق محدّث دہلوی (ت۱۰۵۲) کی تصانیف میں سے ایک منفرد رسالہ ہے جس میں آپ نے ''التحیات'' کی فارسی نثر میں جامع و مانع شرح فرمائی ہے اور یہ رسالہ محقّق کی کتاب ''الاخبار الاخیار'' کے حاشیہ پر ایک زمانے میں ہوتا رہا ہے، جسے اردو جاننے والے اہلِ اسلام کے لئے محترم جناب حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی زید علمہٗ نے اردو زبان میں منتقل فرمایا اور اس پر مفید حواشی تحریر فرائے، جہاں ضرورت پیش آئی نصوص کی تخریج فرمائی ہے۔

الحمدللّٰہ، ترجمہ بہت سہل اور حواشی بہت مفید ہیں۔ حضرت نے اس سے قبل بھی شیخ محقّق علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ بنام ''استیناس انوار القبس فی شرح دعاء انس'' کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے ادارے کو شائع کرنے کے لئے پیش فرمایا تھا اور اب یہ ترجمہ عنایت فرمایا ہے جو کہ پہلی بار اِس ادارے کی طرف سے شائع ہوگا۔

اور ادارہ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) اشاعت کے 285 پر شائع کرنے کا اہتمام کررہا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مصنّف کی قبر مبارک بے حساب رحمتیں نازل فرمائے اور مترجم محشی مخرج اور اراکینِ ادارہ کی سعی کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور اس کاوش کو عوام وخواص کے لئے مفید بنائے۔ آمین

﴿عرض مترجم﴾

''تحصیل البرکات ببیان معنئ التحیات'' امام المحدثین، حضرت سیّدنا شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل میں سے ایک پرمغز، جاندار اور دل میں اتر جانے والا رسالہ ہے۔ جس میں آپ نے اپنے عزت مآب قلم سے کلمات تشہد کی فارسی نثر میں جامع ومانع اور محقّقانہ انداز میں شرح رقم فرمائی تھی۔ رسالہ ہذا آپ کی مایہ ناز تصنیف ''اخبار الاخیار'' فارسی کے حاشیہ پر موجود ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام وانصرام نوریہ رضویہ سکھر کی طرف سے کیا گیا تھا۔

حضرت شیخ محقّق رحمۃ اللہ علیہ کے ''الرسائل والمکاتیب'' کی فہرست دیکھنے کے دوران رسالہ ہذا پر نگاہیں رُک گئیں، دل میں یہ خیال دامن گیر ہوا کہ اسے اردو جامہ پہنانے کی سعادت حاصل ہوجائے، تو زہے نصیب۔

راقم الحروف نے اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوب معظم، تاجدار کونین ﷺ کے فضل وکرم اور اپنے شیخ کریم حضرت پیر سیّد مرید قلندر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر سے اردو قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔

ترجمہ اور حواشی قائم کرنے میں اگر کوئی خوبی ہے، تو وہ یقیناً اللہ عزّ وجّل کی عطا، محبوب کائنات ﷺ کے فضل وکرم، میرے اساتذہ، والدین اور پیر ومرشد کے فیضانِ نظر کی برکتیں ہی ہیں اور البتہ اس میں جو خامیاں، خطائیں اور علمی لغزشیں نظر آئیں تو اربابِ علم ودانش اسے بندۂ احقر کی علمی مفلسی پر محمول کریں

والعذر عند کرام الناس مقبول ''اور اہلِ دل معذرت قبول فرمالیتے ہیں۔''

اصحابِ علم وتحقیق بخوبی آگاہ ہیں کہ ترجمہ نگاری کتنا مشکل کام ہے۔ اُصولِ ترجمہ جاننے والے بعض محقّقین کا قول ہے کہ ''کسی بھی بامعنی کتاب کا معیاری ترجمہ وجود میں لانا اس کی شرح لکھنے سے زیادہ مشکل ہے۔''[1]

راقم اپنی علمی مفلسی اور کم مائیگی کا معترف ہے۔ میرے قلم میں وہ طلاقت کہاں، اور خامہ میں وہ طاقت کہاں، میں قطعاً اس میدان میں اُترنے کے قابل نہیں مگر بے کار بیٹھنے سے کچھ نہ کچھ کرتے رہنا اچھا ہے۔ شیخ شرف الدین بخاری یاد آگئے

بقدرِ خویش کوشیدن   بہ از بے کاری وخموشیدن [2]

اللہ عزّ وجّل میری اس حقیری کوشش کو، حسن کائنات، محبوب مکرم ﷺ کے صدقے قبول فرمائے۔ میرے اساتذہ، مشائخ عظام اور والدین کی بلندئ درجات کا سبب بنائے۔

مجھے اس بات کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں کہ فخر الاماثل، عمدۃ الافاضل، حضرت علامہ پروفیسر محمد عبدالغفور غوثوی مدظلہ العالی (مترجم : النبراس ، مرام الکلام فی عقائد الاسلام ، نعم الوجیز وغیرهم) کی علمی سرپرستی حاصل نہ ہوتی تو یقیناً یہ کارِ ہنر تشنۂ تکمیل رہ جاتا۔

اس نیاز مند نے جب بھی کسی عربی و فارسی کتاب کا ترجمہ لکھ کر خدمتِ اقدس میں پیش کیا تو داد وتحسین دیتے ہوئے حوصلہ افزا کلمات سے نوازا، تسلی وتشفی سے ڈھارس بندھائی۔ یوں ایک پست ہمت انسان کو جواں ہمت بنادیا۔

استاذی المکرّم نے ترجمہ ہذا کو اصل فارسی متن کے ساتھ ملا کر دیدہ ریزی سے پڑھا

---

(۱) الرسائل والمسائل: جلد۲،ص ۱۳۸ از پیر محمد چشتی   (۲) نامِ حق فارسی

اور جہاں بھی چاہا قلمزد فرمایا۔ نیازمند آپ کے حق میں یوں دعا گو ہے

اَلْخَیْرُ مَا دُمْتَ حَیًّا لَّا یُفَارِقُنَا
بُوْرِکْتَ یَا عُمَرَ الْخَیْرَاتِ مِنْ عُمَر

''جب تک آپ زندہ رہیں گے اس وقت تک بھلائی ہم سے جدا نہ ہوگی، اے نیکیوں کے عمر آپ کو طویل زندگی سے برکت دی جائے۔''[1]

رسالہ ہذا کے ترجمہ، کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے دوران جن دوستوں نے جس صورت میں بھی رہنمائی فرمائی، سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خصوصاً دیرینہ دوست حضرت علامہ قاری زاہد حسین اُویسی نے بعض مقامات پر الفاظِ ترجمہ کی نوک و پلک کو سنوار کر شاد کام کیا اور عزیز القدر محمد مجاہد زید علمہٗ وشرفہٗ کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے صبر آزما مراحل میں پوری تندہی کے ساتھ میرے شریکِ کار رہے۔

فجزاھم اللّٰہ خیراً

قارئین کرام سے التماس ہے کہ از راہ خیرخواہی میری کوتاہیوں کی نشاندہی فرمائیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح و درستی کے بعد کلمات تشکر و امتنان کے ساتھ جگہ پاسکیں۔

اہل سنت و جماعت کے مقتدر عالم، شیخ الحدیث، حضرت علامہ مفتی عطاء اللّٰہ نعیمی صاحب، بانی جمعیت اشاعتِ اہلسنّت حضرت علامہ محمد عرفان ضیائی صاحب اور جمعیتِ اشاعت اہلسنّت کے جملہ اراکین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے

---

[1]: ولولہ انگیز خوشبوئیں ص ۷۳: از علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللّٰہ علیہ

اس سے قبل رسالہ '' استینا س انوار القبس فی شرح دعاء انس (فارسی)'' کا اردو ترجمہ شائع فرما کر مرہون و ممنون فرمایا اور اس وقت پیش نظر رسالہ '' تحصیل البرکات ببیان معنیٔ التحیات '' کا اردو ترجمہ بھی ''برکات تشہد'' کے عام فہم نام سے شائع کر رہے ہیں۔ خالق کائنات جلّ جلالہٗ اسے مقبول خاص و عام فرمائے۔ میری، میرے اہل خانہ اور احباب کی مغفرت کا سبب بنائے۔

خدائے لم یزل رسالہ ہذا کو میرے اساتذہ اور مشائخ کرام کی ترقیٔ درجات کا موجب بنائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم

نیازمند

غلام جیلانی چاچڑ، نقشبندی

﴿حالاتِ مصنف از مترجم﴾

شیخ الاسلام، امامِ اہلسنّت شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی، شہر دہلی ۹۵۸ھ، ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد شیخ سیف الدین دہلوی شعر وسخن کا ذوق رکھنے والے عالم اور صاحب حال بزرگ تھے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں شیخ امان اللہ پانی پتی کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔ 1

تحصیل علم ﴾

حضرت شیخ محقق کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے عقلِ سلیم اور فہم و دانش کا وافر حصہ عطا فرمایا۔ حافظہ حیرت انگیز حد تک قوی تھا۔ خود فرماتے ہیں

''دو اڑھائی سال کی عمر میں دودھ چھڑائے جانے کا واقعہ مجھے
اس طرح یاد ہے جیسے کل کی بات ہو۔''

والد ماجد نے ظاہری و باطنی تربیت پر بھرپور توجہ دی۔ دو تین ماہ میں قرآن شریف پڑھا دیا۔ پھر علوم دینیہ حاصل کرنے لگے۔ سات آٹھ سال دن رات محنت کر کے علوم دینیہ حاصل کیئے۔ ذوق شوق اور علمی انہماک کا یہ عالم تھا کہ ہر روز اکیس بائیس گھنٹے پڑھنے اور مطالعہ میں صرف کرتے۔

ذہانت وفطانت کا یہ عالم تھا کہ دوران سبق عجیب عجیب بحثیں اور مفید باتیں ذہن میں آتیں، اساتذہ کے سامنے پیش کرتے تو وہ کہتے:

''ہم تم سے استفادہ کرتے ہیں اور ہمارا تم پر کوئی احسان نہیں ہے''

1. (تکملہ اخبار الاخیار۔ ص۲۸۹: از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

سترہ سال کی عمر میں اس وقت کے مروجہ علوم سے فارغ ہوگئے۔ بعد ازاں ایک سال میں قرآن پاک یاد کر لیا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ 2

﴿حاضری حجاز مقدس﴾

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ ۹۹۶ھ/ ۸۸۔۱۵۸۷ء میں حجاز مقدس پہنچے۔ ۹۹۹ھ۔ ۱۵۹۰ء تک وہیں قیام کیا۔ اس دوران حج و زیارت کے علاوہ مکہ مکرمہ میں شیخ عبدالوہاب متّقی کی خدمت میں حاضر ہو کر علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ ''مشکوۃ شریف'' کے علاوہ تصوف کی کچھ کتابیں بھی پڑھیں۔ اسی اثناء میں شیخ سے اجازت لے کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ ۲۳ ربیع الثانی ۹۹۷ھ سے آخر رجب ۹۹۸ھ تک وہاں قیام کر کے سرکارِ دوعالم ﷺ کی نوازش ہائے بے پایاں سے فیضیاب ہوئے۔

شیخ محقق خود فرماتے ہیں:

''اس فقیر حقیر نے حضرت خبیر و بشیر نذیر سے جو انعام و اکرام کی
بشارتیں پائیں، ان کی طرف اشارہ نہیں کر سکتا۔'' 3

﴿بیعت و خلافت﴾

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ابتداً والد ماجد کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ پھر ان کے ایماء پر سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت سیّدنا موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۰۱ھ)

2. (اخبار الاخیار فارسی۔ ص۳۰۲: از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)
3. (اخبار الاخیار فارسی۔ ص۳۰۴: از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اوران کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔مکہ معظّمہ میں حضرت شیخ عبدالوہاب متّقی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ارشاد وسلوک کی منزلیں طے کیں اور شیخ نے انہیں چار سلسلوں چشتیہ، قادریہ، شاذلیہ کی اجازت عطا فرمائی۔

شیخ محقق ہندوستان واپس آئے تو سلسلہ قادریہ میں بیعت اور خلافت رکھتے ہوئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں عارف کامل حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔جناب محمد صادق ہمدانی نے ''کلمات الصادقین'' میں لکھا ہے کہ شیخ محقق نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے روحانی اشارے پر یہ بیعت کی تھی۔4

شیخ محدث اور محبت شیوخ

حضرت شیخ محدّث رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے روحانی مربی حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت موسیٰ پاک شہید سے کس قدر محبت تھی۔''اخبارالاخیار'' میں حضرت شیخ موسیٰ کے تذکرہ میں انشاء پردازی کا پورا زور صرف کردیا۔ایک ایک حرف عقیدت ومحبت میں ڈوبا ہوا ہے۔اپنے شیخ کا تعارف اس طرح کراتے ہیں

''کسیکہ قدم برقدم مصطفیٰ بود''

مزید فرماتے ہیں:

4. (حیات شاہ عبدالحق محدّث دہلوی۔ص ۱۳۷)

''اگر دیگراں قطب اند اُو قطب الاقطاب است و اگر ایشاں سلاطین او سلطان السلاطین محی الدین کہ دین اسلام زندہ گر دانید''5

آپ اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ کا بےحد احترام کرتے تھے۔حضرت خواجہ نے ایک مرتبہ ان کو خط میں کچھ راز کی باتیں بتائیں۔شیخ محقّق کو اس قدر خوشی ہوئی کہ پھولے نہ سماتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ کس طرح ''این حقیر را بایں سخن مخاطب ساختہ۔'' 6

حضور سیّدنا غوث الثقلین کی نظر کرم

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ خواب میں حضور غوث الثقلین کی خدمت میں کھڑا تھا، کہ حاضرین مجلس شریف عرض گزار ہوئے: محمد عبدالحق سلام کررہے ہیں آپ ازراہ شفقت وعنایت اٹھ کھڑے ہوئے اور گلے لگایا۔اور یہ بشارت بھی دی کہ'' آتش دوزخ بر شما حرام است'' کہ دوزخ کی آگ تجھ پر حرام ہے۔اس بشارت کا نتیجہ جو بظاہر سمجھ آتا ہے، یہی ہے کہ یہ سب نام محمد کی برکتیں ہیں جو اپنے نام یعنی ''عبدالحق'' کی بجائے ''محمد عبدالحق'' لکھتا رہتا ہوں۔''7

5. (اخبارالاخیار فارسی۔ص ۳۰۴)
6. (کتاب المکاتیب والرسائل، بحوالہ حیات شیخ عبدالحق محدّث دہلوی، از پروفیسر خلیق احمد نظامی)
7. (مدارج النبوۃ فارسی، جلد اول۔ص ۱۳۳)

سلسلہ قادریہ سے خصوصی تعلق

حضرت شیخ محقّق رحمۃ اللہ علیہ کو سلاسل قادریہ، چشتیہ، شاذلیہ، مدنیہ اور نقشبندیہ ہر ایک سے اخذ فیض اور خدمت کا موقع ملا۔ مگر آپ کا قلبی اور حقیقی تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔ ان کی عقیدت وارادت کا قبلہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ ان کے دل ودماغ کے ریشے ریشے میں شیخ جیلانی کا عشق سما چکا تھا۔

''زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار'' میں خود لکھتے ہیں

> مجھے خواب میں حضور غوث اعظم نے رسول مقبول ﷺ کے اشارہ پر مرید کیا ہے اور بیعت ہونے کے بعد حضور پُر نور شافع یوم النشور ﷺ نے بزبان فارسی بشارت دی تھی کہ ''بزرگ خواہی شد'' (تو اپنے وقت کا عظیم آدمی ہوگا) 8

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے قادریہ سلسلہ کی نشر واشاعت کے لئے مسلسل اور انتھک کوششیں کی تھیں۔ ارشاد وتلقین میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ صوفیانہ عقائد کی کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ تحفہ قادریہ، نغمات داؤ دی، گلدستہ باغ ارم وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شیخ محدث کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ شرح فتوح الغیب کے خاتمہ پر ان کا ذکر خیر فرمایا۔ لاہور تشریف لاتے تو حضرت کی بارگاہ میں ضرور حاضری دیتے۔ آپ کے کئی مکتوب حضرت شاہ صاحب کے نام ہیں۔ ''شرح فتوح الغیب'' آپ ہی کے اصرار پر حضرت شیخ محقّق نے تصنیف فرمائی۔

---

8. (حیات شیخ عبدالحق محدّث دہلوی۔ ص ۱۳۹: از پروفیسر خلیق احمد نظامی)

شیخ محقّق ان سے اپنا ''احوال دروں'' بیان فرمایا کرتے۔ ان کی روحانی رہنمائی اور دعاؤں کے ملتجی رہتے تھے۔ آپ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ

> ''ایسا سنگ دل کون ہوسکتا ہے جو ان کی صحبت کے اثر سے نرم نہ ہوجائے۔''

حضرت شاہ ابوالمعالی نے شیخ محقّق کو ہدایت کی تھی کہ وہ دہلی سے باہر قدم نہ نکالیں۔ وہیں گوشۂ تنہائی میں بیٹھے ہوئے اپنا کام کریں۔ (درس وتدریس تصنیف وتالیف) حضرت شیخ محقّق کی ذات ستودہ صفات دہلی اور اہلیان دہلی کے لئے کس قدر متبرک قابل صد عزت تھی۔ اس کا صحیح اندازہ حضرت شاہ ابوالمعالی کے اس فرمان سے ہوتا ہے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ شیخ محقّق، شاہ صاحب کو ملنے کے لئے لاہور چلے گئے تو شاہ صاحب کو اس سے بھی ناگواری ہوئی اور فرمایا:

> ''اکنوں بدہلی بروید کہ دہلی درفراق شما بزبان حال می نالد، بروید، بروید''
>
> دہلی تمہارے فراق میں زبان حال سے رو رہی ہے۔ اس لئے تم فوراً ہی واپس چلے جاؤ۔

شیخ محقّق اپنی بیعت کے احوال کو ''اخبار الاخیار'' کے خاتمہ پر قلمبند کرتے ہوئے عقیدت و محبت میں ڈوب جاتے ہیں۔ لکھتے ہیں

> ''جب اس آفتاب دین ودولت نے طلوع کیا۔ میں نے ایسا جانا کہ گویا میرے طالع نے طلوع کیا ان کے جمال کو دیکھتے ہی نگاہیں

شاداب اور دل روشن ہو گیا۔ پہلی ہی ملاقات میں دل اس دلبر کے ہاتھ پیش کیا اور سر ان کے قدموں پر قربان کر دیا۔''

مدتے بود کہ مشتاق لقایت بودم
لاجرم روئے تو دیدم و از جا رفتم

ترجمہ: میں مدتوں آپ کے دیدار کا مشتاق رہا آخر کار آپ کا نظارۂ جمال کیا اور بے خود ہو گیا۔9

''اخبار الاخیار'' میں شیخ محقق اپنے مرشد گرامی کے بارے میں عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی ایک رباعی لکھتے ہیں جس کا اعادہ زبدۃ الآثار میں اس طرح کرتے ہیں۔

''فقیر (شیخ محقق) نے آپ (حضرت موسیٰ پاک شہید) کے بارے میں یہ رباعی کہی تھی

ای دیدہ بیا لقائے منظور بہ بیں
آں جبہہ و آں جمال و آں نور بہ بیں
در وادیٔ ایمن بہ محبت بگزر
ہم موسیٰ وہم درخت وہم طور بہ بیں

ترجمہ:۔ اے میری آنکھ! آ اور میرے محبوب کا چہرہ دیکھ، وہ پیشانی، وہ جمال اور وہ نور مشاہدہ کر، وادی ایمن میں محبت سے گزر کر موسیٰ کو بھی دیکھ، درخت کو بھی اور طور کو بھی دیکھ۔ (یعنی حضرت موسیٰ پاک شہید کے مشاہدہ جمال سے تمہیں حیات، کائنات اور الٰہیات کی تمام تجلیات نظر آ جائیں گی)10

---

9. (مقدمہ تیسر الشاغلین۔ص۳۹: ڈاکٹر عبدالحق مہر)

10. (اخبار الاخیار فارسی، زبدۃ الآثار اردو ترجمہ، بحوالہ مقدمہ تیسر الشاغلین ص۴۲ ڈاکٹر مہر عبدالحق)

شیخ محقق ملتان میں

انہیں اپنے مرشد سے اتنی عقیدت و محبت ہوگئی تھی کہ وہ ملتان کو ''مدینۂ صغیر'' سے موسوم کرنے لگے، فرماتے ہیں۔

ملتان کہ عجب دلپذیر افتادہ است
چوں منزل پیر دستگیر افتادہ است
دہلی است گرچہ مکۂ خورد ولے
ملتان چوں مدینۂ صغیر افتادہ است

ترجمہ: ملتان بھی عجب دلپذیر شہر ہے کہ یہ (میرے) پیر دستگیر کی منزل بنا۔ اگر چہ دلی چھوٹا سا مکہ ہے، لیکن ملتان چھوٹے مدینے سے کم نہیں۔ (یعنی موسی پاک شہید کی آمد اور قیام سے ملتان روحانی، عرفانی اور وجدانی تجلیات کا مرکز بن گیا)

آج بھی حضرت موسی پاک شہید کے دربار شریف کے اندر مغربی دیوار پر یہ رباعی تحریر ہے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی میں ہوتے تو اپنے شیخ کریم رضی اللہ عنہ کے فراق میں اکثر باد نسیم کو عشق و مستی میں ڈوب کر یوں مخاطب ہوتے

اے باد گزر کن بدیار ملتان
زیں راہ نشیں خاکسار ملتان
ایں تحفہ جاں ببر بیار ملتان
یک جان چہ ہزار جان نثار ملتان

ترجمہ:۔ اے باد نسیم! اس خاکسار (شیخ محقق) کی طرف سے ملتان شہر کی جانب جاتے ہوئے میری جان کا یہ تحفہ ملتانی محبوب (حضرت موسیٰ پاک شہید) کی خدمت میں پیش کر کیونکہ ایک میری جان کیا چیز ہے، اگر ہزار جانیں

ہوں تو بھی محبوب کی نسبت سے ملتان پر قربان کردوں۔ 11

شیخ محقّق کی محبت شیخ کے حوالے سے ایک اور دلپذیر، دلکشا اور دلپسند بات سپرد قلم کی جاتی ہے۔ جسے پڑھ کر اہل محبت کے قلوب و اذہان کو جلا پہنچے گی اور نگاہیں شاداب ہوں گی۔امام المحد ثین حضرت سیدنا شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

’’میرے پیر و مرشد حضرت موسی الجیلانی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک سے بہت مشابہت رکھتے تھے جس کی ایک خوبصورت دلیل شیخ محقّق رحمۃ اللہ علیہ ’’مدارج النبوۃ‘‘ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کے ضمن میں حدیث شریف ’’ **کان رسول اللّٰہ احسن البشر قدمًا** ‘ (رواہ ابن السعد) نقل کرتے ہوئے اپنے پیرو مرشد کے بارے لکھتے ہیں۔

’’گفت کاتب الحروف عفی اللہ عنہ پاشنہ ہائے پائے سیّدی الشیخ موسیٰ الجیلانی در صفا و لطافت بحدی لطیف بود کہ رخسارۂ ہیچ خوش شکلے آں چناں نمی باشد‘‘ 12

کاتب الحروف عفی اللہ عنہ (یعنی شیخ محقّق شاہ عبدالحق محدث دہلوی) کہتا ہے کہ میرے پیر و مرشد سیّدی شیخ موسیٰ پاک شہید الجیلانی کی ایڑیاں صفا و لطافت میں اس حد تک لطیف تھیں کہ کسی حسین و جمیل کے رخسار بھی ایسے نہ ہوں گے۔ 13

11. (مقدمہ تیسر الشاغلین ۔ص۴۴: از ڈاکٹر عبدالحق مہر)
12. (مدارج النبوۃ فارسی جلد اول ۔ص۲۰، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان)
13. (مقدمہ تیسر الشاغلین اردو ص۵۱)

شیخ محقّق اور محبتِ رسول

حضور سیّد دو عالم ﷺ کی ذات گرامی سے حضرت سیّدنا امام موصوف رضی اللہ عنہ کی محبت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ مدینۃ الرسول کے احترام کے پیش نظر وہاں ننگے پاؤں پھرتے تھے۔ 14

پروفیسر خلیق احمد نظامی، اس کتاب مذکور کے درج بالا صفحہ پر شیخ محقّق رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قصیدہ مبارکہ لائے۔صرف تین اشعار ملاحظہ ہوں۔

ثنا لیش گو ، ولے چوں نیست ایفائش ز تو ممکن
بایں یک بیعت مدحش راعلی الاجمال اکفا کن
مخواں او را خدا از بہر شرع وحفظ دین
دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش انشا کن
خرابم در غم ہجر جمالت یارسول اللہ
جمال خود نما ، رحمے بجان زار شیدا کن

(۱) نبی کریم ﷺ کی نعت کہو، لیکن چونکہ تم ان کا حق ادا نہیں کر سکتے، اس لئے یہ ایک شعر پڑھ کر آپ کی اجمالی تعریف پر اکتفا کرو۔

(۲) حکم شریعت اور دین کی حفاظت کے پیش نظر، حضور سرورِ دو عالم ﷺ کو خدا نہ کہو، اس کے علاوہ آپ کی تعریف میں جو وصف چاہو تحریر کرو۔

(۳) یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے جمالِ حق نما کے ہجر کے غم میں پریشان ہوں، اپنا دیدار عطا فرمائیں اور محبّ صادق کی جان پر رحم فرمائیں۔

14. (حیات شیخ عبدالحق محدّث دہلوی ص۱۰۹)

کہتے ہیں: جب شیخ اس آخری تیسرے شعر پر پہنچے تو رقت طاری ہوگئی اور زار و قطار رونے لگے۔ خود شیخ محقق کا بیان ہے۔ انہیں چار مرتبہ خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔15

﴿تصانیف﴾

حضرت شیخ محقّق کے لیل و نہار تصنیف میں بسر ہوئے۔ آپ کے اکیس بائیس گھنٹے پڑھنے اور لکھنے میں گزر جاتے۔ متعدّد کُتب کے مصنّف ہوگزرے ہیں۔

مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

(۱) اشعة اللمعات شرح مشكوة (فارسی)

(۲) لمعات التنقيح فی شرح مشكوة المصابيح (عربی)

(۳) شرح سفر السعادت (فارسی)

(۴) مدارج النبوة (فارسی)

(۵) اخبار الأخيار (فارسی)

(۶) جذب القلوب إلى ديار المحبوب (فارسی)

(۷) تكميل الإيمان (فارسی)

(۸) شرح فتوح الغيب (فارسی)

(۹) ماثبت بالسنّة (عربی)

15. (حیات شیخ عبدالحق محدّث دہلوی۔ص ۱۱۵، ''تعارف فقہ وتصوّف'' از محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ص ۵۲)

(۱۰) تحصيل التّصرّف فی معرفة الفقهه و التّصوّف (عربی)

(۱۱) فتح المنان فی تائيد مذهب النُّعمان (عربی)

(۱۲) ترجمه : غنية الطالبين

(۱۳) مرج البحرين فی الجمع بين الطريقين (عربی)

اس سلسلے میں آپ کے خاندان کی دینی وملیّ بالخصوص حدیثی خدمات کا مختصر تذکرہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ نور الحق بن شیخ محقق نے چھ جلدوں میں بخاری شریف کی شرح ''تیسیر القاری'' کے نام سے فارسی میں لکھی۔

''شرح شمائل ترمذی'' بھی تحریر فرمائی۔

شیخ نور الحق کے پوتے شیخ سیف اللہ بن شیخ نور اللہ نے ''شمائل ترمذی'' کی شرح ''اشرف الوسائل'' کے نام سے لکھی۔

شیخ نور الحق کے دوسرے پوتے شیخ محب اللہ نے ''صحیح مسلم'' کی شرح ''منبع العلم'' کے نام سے تحریر فرمائی۔ شیخ محبّ اللہ کے فرزند اکبر حافظ محمد فخر الدین نے ''حصن حصین'' کی شرح فارسی میں لکھی۔

حافظ محمد فخر الدین کے صاحبزادے شیخ الاسلام محمد، دہلی میں صدر الصدور کے عہدے پر فائز رہے۔ انہوں نے بخاری کی شرح چھ جلدوں میں لکھی جو ''تیسیر القاری'' کے حاشیہ پر چھپی ہے۔

وصال

۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء کو چورانوے سال (94) کی عمر میں یہ آفتاب شریعت و ماہ طریقت، مجمع الفضائل اور حضوری بزرگ بارگاہ ایزد تعالیٰ میں جا پہنچا۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ نور الحق رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حوض شمسی پر تدفین ہوئی۔

دل کے آئینے روشن ہوں جعفر جس کے پرتو سے
وہ سورج بجھ نہیں سکتا کبھی برج لحد سے بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰۃُ وَالطَّیِّبَاتُ

تمام قولی، فعلی اور مالی عبادات اللہ بزرگ و برتر ہی کے لیے ثابت ہیں۔ ان کمالات کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے، رسم ہے کہ جب بادشاہوں کی بارگاہ میں کچھ خادمین، شرفِ باریابی پاتے ہیں تو پہلے پہل سلام وثنا پیش کرتے ہیں۔ پھر خدمت و عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہیں۔ آخر میں بارگاہِ عالیہ کے لائق تحفہ وسوغات پیش کرتے ہیں، تا کہ وہ شرفِ قبولیت پائے۔

حضرت امام محی الدین نووی [1] [رحمۃ اللہ علیہ] شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ "تَحِیَّت" سلام وملک اور حیات ابدی کے معنی میں آتا ہے۔ اور "تَحِیَّاتُ" صیغۂ جمع کے ساتھ اس لئے لایا گیا ہے، کہ عرب وعجم کے بادشاہوں کے لیے "تحیت" (تعظیم وتکریم، عزت وعظمت اوراظہارِ شان وشوکت) کیلئے کچھ مخصوص الفاظ وکلمات ہوتے۔ لوگ اپنے مخصوص انداز میں بادشاہوں کی تعظیم وتکریم بجالاتے تھے۔ اس لیے فرمایا کہ ہر طرح کی "تحیات"، یعنی تعظیم و تکریم صرف اور صرف اس شہنشاہ کو زیبا ہے، جو بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے اور وہی ذات ہی درحقیقت اس کی لائق و مستحق ہے۔ دوسرے لوگوں کے لیے "تحیت"

---

[1] :۔ امام ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد النووی، بمقام "نویٰ" (جو دمشق کے مضافات میں سے ہے) ابتدائی عشرۂ محرم ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ امام نووی علم وفضل کے ساتھ متقی پرہیزگار اور بزرگ تھے۔ ہمیشہ سنت کے مطابق سادہ زندگی گزاری، آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ "المنھاج فی شرح مسلم بن حجاج" آپ اپنی اس شرح کے متعلق لکھتے ہیں: "اگر ہمتوں کی کمزوری اور شائقین کی کمی دیکھنے میں نہ آتی تو میں تفصیل سے کام لیتا اور سو مجلدات سے اس کا حجم بڑھا دیتا لیکن درمیانی درجہ پر اکتفا کرتے ہیں۔" عمر صرف ۴۶ سال پائی۔ ۶۷۶ھ میں وصال فرمایا۔ (مقدمہ، بستان العارفین از حامد الرحمٰن کاندھلوی)

عاریتاً اورمجازاً ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

(اقبال)

علامہ امام کرمانی رضی اللہ عنہ [۲] شرح صحیح بخاری میں (امام) خطّابی[۳] سے نقل کرتے ہیں کہ لوگ بادشاہوں سے ملاقات کے وقت جو''تحیت'' پیش کرتے تھے اس کے مخصوص کلمات تھے۔ چنانچہ اہل عرب'' انعم اللّٰہ صباحاً '' اوراہل فارس''زی ہزارسال''یعنی تم سلامت رہو ہزار برس اوراس جیسے دوسرے الفاظ کہا کرتے تھے۔ ان (مذکورہ) الفاظ میں (معنوی طور پر) وہ صلاحیت نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تحیت (تعظیم وتکریم) کے لائق ہو۔ پس ان الفاظ کی خصوصیات کو چھوڑ دیا اور مطلق تعظیم کے معنی میں استعمال کئے اور کہا:

''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ اَی جَمِیْعُ اَنْوَاعِ التَّعْظِیْمِ ثَابِتٌ لِلّٰہِ تَعَالٰی شَانَہٗ''

یعنی ہر قسم کی تعظیم (اور ہر طرح کی عزت وعظمت) اللہ جل شانہٗ کے لیے ہی ثابت

---

[۲]: محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی، لقب شمس الدین، آپ نے الکواکب الدراری کے نام سے صحیح بخاری کی شرح ارقام فرمائی جو کرمانی کے نام سے مشہور ہے۔ (بستان المحد ثین از خاتم المحد ثین شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ)

[۳]: پیدائش ۳۱۹ھ، وفات ۳۸۸ھ/ اسم گرامی حمد، کنیت ابوسلیمان۔ سلسلۂ نسب یہ ہے حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب۔ وطن بست کی طرف نسبت کر کے بستی کہلائے اور اپنے جد اعلیٰ خطاب کی طرف منسوب ہو کر خطابی کہلائے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا نام احمد لکھا ہے جو مشہور ہو گیا جب کہ نام حقیقتاً حمد ہی ہے۔
(محدثین عظام حیات وخدمات، ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، ص ۴۴۳)

ہے اور صرف وہی ذات ہی لائق ہے اور دوسرا کوئی بھی (ذاتی طور پر) اس کا حقدار نہیں۔

''وَالصَّلٰوَاتُ''

یعنی فرائض اور نوافل کی نماز بھی اسی ذات کے لیے خاص ہے اور لفظ''صلوٰۃ'' کو دعا کے معنی پر بھی محمول کر سکتے ہیں۔ یعنی''الدعوات کلھا للّٰہ(ساری دعائیں اللہ تعالیٰ ہی سے کی جاتی ہیں)

اور لفظ''صلوٰۃ'' رحمت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ تو معنی ہوگا کہ ساری رحمتیں اسی ذات کی طرف سے ہیں، کیونکہ وہ رحمٰن ورحیم ہے۔

''وَالطَّیِّبَاتُ''

اس سے مالی عبادتوں کے علاوہ کلمات طیبات اور اعمال صالحہ بھی مراد ہیں۔ یہ سب معانی صحیح اور اس مقام کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔[۴]

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

''اے (غیب کی خبریں دینے والے) نبی مکرم! آپ کی ذات پر اللہ کا سلام، اس کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔''

---

[۴]: اس مقام پر صاحب''معارج النبوۃ'' حضرت ملا معین الدین کاشفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
''گویند کہ ایں سہ کلمہ (التحیات، الصلوٰت، الطیبات) از جملہ جوامع الکلم بود، کہ ہیچ چیز از اعمال خیر، قولاً وفعلاً برتر ازیں مخرج نیاید''
ترجمہ:۔''ارباب علم ودانش کہتے ہیں کہ یہ تینوں کلمات جوامع الکلم سے ہیں یعنی، دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اچھے اعمال میں سے خواہ وہ قولی ہوں یا فعلی کوئی چیز بھی ان کلمات سے زیادہ بہتر وبرتر ظہور پذیر نہیں ہوسکتی۔'' (معارج النبوۃ ص ۱۳۰)

﴿درود وسلام پڑھنے کا طریقہ﴾

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اہل ایمان کو حکم فرمایا ہے کہ نبیٔ رحمت ﷺ پر ہدیۂ صلوٰۃ وسلام بھیجیں ۔ سلام پڑھنے کی کیفیت تو اس جگہ مذکور ہے۔ یعنی (اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ) جبکہ ''صلوۃ'' کی کیفیت تشہد کے آخر میں معلوم ہوگی۔

سوال ﴿ (بعض کوتاہ فکر کہتے پھرتے ہیں کہ) خطاب تو حاضر کے لیے ہوتا ہے اور حضور ﷺ تو اس مقام پر حاضر نہیں تو پھر یہاں خطاب کی کیا توجیہ ہوسکتی ہے؟

جواب ﴿ اس کلمہ کا ورود، دراصل معراج کی رات (جب سیاح لامکاں ﷺ بارگاہِ خداوندی میں حاضر وموجود تھے) صیغۂ خطاب کے ساتھ ہوا تھا' تو پھر نماز میں (مذکورہ بالاکلمات طیبات کو واقعہ معراج کی یادآوری کے پیش نظر) تبدیلی کیے بغیر اصل پر چھوڑ دیا اور کہا گیا:

'' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ''

شرح صحیح بخاری میں (بعض راویوں کا قول) آیا ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں سلام صیغۂ خطاب (السلام علیک) کے ساتھ کہتے تھے مگر (حضور نبی کریم ﷺ کے) وصال شریف کے بعد (بعض) صحابہ کرام لفظ خطاب کو ترک کرکے ''السلام علی النبی'' کہتے تھے۔[5]

---

[5] : یہ ابوعوانہ کی روایت ہے جب کہ بخاری کی روایت میں جو اس کے مقابل صحیح ہے، یہ الفاظ نہیں ہیں۔ بخاری شریف کی روایت نے یہ بیان کردیا کہ یہ قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں بلکہ راوی کا قول ہے جس طرح سمجھا اس طرح بیان کردیا۔ دیکھئے (مرقاۃ، جلد۲،ص۳۳۲،مطبوعہ ملتان)
اس کی مکمل تفصیل ''تسکین الخواطر فی مسئلہ الحاضر والناظر'' از امامِ اہلسنّت حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب میں ملاحظہ فرمائیں۔(ازمترجم) اسی نظریہ کے حامل لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہوں گے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بعض محقّقین عُرفاء کا قول ہے کہ حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ (اصالت اور نورانیت کے اعتبار سے) تمام موجودات کے ذرات اور افرادِ ممکنات میں جاری وساری ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نمازیوں کی ذات میں حاضر اور موجود ہیں۔[6]

(بقیہ حاشیہ) دیکھئے نجدیوں کے مشہور عالم، شیخ ناصر الدین البانی نے لکھا ''نمازی نماز میں'' السلام علیك ایھا النبی'' کہنے کی بجائے ''السلام علی النبی'' کہے۔''(صفۃ صلاۃ النبی ص۱۴۳)
بلادعرب کے عالم دین شیخ عبداللہ الہرری مذکورۃ الصدر، شیخ الوہابیہ البانی کے اس قول شاذ کا رد کرتے ہوئے اپنی کتاب'' تبین ضلالات الالبانی ''میں تحریر فرماتے ہیں :
ألم یسمع الألبانی أن سیدنا أبا بکر وعمر بن الخطاب و ابن الزبیر وغیرھم کانوا یعلّمون الناس علی المنبر بعد النّبی التشهُّد باللفظ المشھور الذی فیه :
'' السلام علیک أیُّھا النّبیّ ورحمة اللّٰه وبرکاته '' ولم ینکر علیھم أحد من الصحابة ، فکیف یترک ماجاء عن ھئو لاء الأکابر و یتبع قول ھذا الساعاتی المفلس من العلم .
(سلسلة الھدایة تبین ضلالات الالبانی شیخ الوھابیة،ص۹۵،از شیخ عبد اللّٰه الھرری)
''کیا البانی نہیں جانتا کہ حضرت سیدنا ابوبکر، عمر بن خطاب اور عبداللہ ابن زبیر وغیرہم جیسے جلیل القدر اصحاب، رسول ﷺ کے وصال کے بعد منبر پر بیٹھ کر تشہد کے مشہور لفظ'' السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللّٰه وبرکاته '' کے ساتھ لوگوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس وقت کے مقتدر صحابہ کرام میں سے کسی ایک نے بھی انکار نہ کیا۔ تو پھر ان اکابر صحابہ کرام کے عمل سے جو کچھ ثابت ہے، اسے چھوڑ کر اس مفلس علم کے قول کی اتباع کیونکر کی جائے۔''

[6]: اس مسئلہ کی تائید میں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نوراللہ مرقدہ ''تسکین الخواطر فی مسئلہ الحاضر والناظر'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''حقیقت محمدیہ کا موجودات عالم میں جاری وساری ہونا اور ذوات مُصلّین میں اس کی جلوہ گری اور اسی بناء پر التحیات ''السلام علیك ایھا النبی '' کہنے کا حکم دیا جانا ایسا روشن مسئلہ ہے جس کی تصریح نہ صرف مولانا عبدالحیٔ لکھنوی اور ان کے والد ماجد و دیگر ائمہ دین نے فرمائی، بلکہ بکثرت علماء محدّثین وعلماء محقّقین نے اس نفیس مضمون کو اپنی تصانیف میں ارقام فرما کر اہلسنت پر احسان عظیم فرمایا''

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(اور لفظ) سلام صیغۂ خطاب کے ساتھ لانا درحقیقت حضور پُر نور ﷺ کے شاہد و مشہود اور حاضر و موجود ہونے کے اعتبار سے ہے۔ ”صلی اللّٰہ علیک یارسول اللّٰہ“

فائدہ ﴿ احادیثِ صحیحہ میں آیا ہے جو بھی بندۂ مومن حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھتا ہے، حضور ﷺ بنفس نفیس سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ سلام کا جواب سلام سرکارِ دوعالم ﷺ کی جانب سے روضۂ انور پر حاضر زائرین کے لئے مخصوص ہے جو بارگاہ عالیہ میں داخل ہونے والوں کے طریق پر سلام عرض کرتے ہیں یا ان نمازیوں کو بھی شامل ہے جو (کہیں سے بھی) تشہد کی حالت میں (السلام علیك ایھاالنبی ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ) سلام مذکور پڑھتے ہیں۔ ظاہراً عمومیت ہے (یعنی حضور ﷺ بلاتخصیص ہر ایک کو جواب سلام سے سرفراز فرماتے ہیں خواہ وہ روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر سلام عرض کرے یا دورانِ نماز تشہد میں یا غیر نماز میں کسی بھی جگہ سے بارگاہِ محبوب ﷺ میں ہدیۂ سلام بھیجے) اور یہی قول (ظاہراً عمومیّت والا) صحیح

(بقیہ حاشیہ) چنانچہ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ”اشعۃ اللمعات“ میں فرماتے ہیں:

”اور حضور ﷺ ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام احوال واوقات میں خصوصاً حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے اور بعض عُرفاء نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ تمام موجودات کے ذرات اور افراد ممکنات میں جاری وساری ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور ﷺ کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو، تاکہ انوارِ قُرب اور اسرارِ معرفت سے روشن اور فیضیاب ہو۔“ (اشعۃ اللمعات شرح مشکٰوۃ، جلد ۱، ص ۴۰۱)

بعینہٖ یہی عبارت تیسیر القاری شرح صحیح بخاری، جلد اول باب التشهد فی الآخرة، ص ۲۸۱، مطبع علوی لکھنو، ص ۲/۱۷۳، ۱۷ میں موجود ہے اور مسك الختام شرح بلوغ المرام میں ص ۲۴۴ پر نواب صدیق حسن خان بھوپالی، اشعۃ اللمعات کی یہی عبارت منقولہ بالا تحریر فرما کر ایک شعر بھی لکھتے ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے۔ ے مگر (بعض کے نزدیک) یہ فرق بھی ہے کہ زائرین روضہ کا سلام بلاواسطہ سماعت

(بقیہ حاشیہ)

در راہ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

(مقالات کاظمی حصہ ۳/ ۱۵۷۔۱۵۸)

ے: حضرت شیخ محقّق رحمۃ اللہ علیہ کا خوب صورت عقیدہ بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ دور ونزدیک سے نمازیوں کے سلام کا جواب یکساں عنایت فرماتے ہیں جیسا کہ قول ”والظاهر هو العموم وهو القول الصحيح“ سے عیاں ہے۔

حضرت مصنّف موصوف رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک اور تصنیف منیف ”اشعة اللمعات شرح مشكوة“ میں فرماتے ہیں:

”باقی رہی یہ بات کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے سلام کا جواب دینے کی فضیلت قبر انور کے زائرین کے ساتھ خاص ہے یا جس طرح نماز میں داخل ہونے والا اسلام میں داخل ہوتا ہے یا سب کے لیے عام ہے، کہ جو بھی سلام عرض کرے اور جہاں سے بھی کرے جیسا کہ تشہد وغیرہ میں ہوتا ہے۔ ”والظاهر همیں است“ ظاہر یہی ہے کہ سب کو سلام کا جواب ملتا ہے۔“

(اشعة اللمعات شرح مشكوة، جلد ۲ از شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ)

یہ مختصر سا مقالہ طوالت کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ مختصر عرض ہے کہ محبوبانِ خدا میں سے کچھ خوش بخت ایسے بھی ہوگزرے ہیں جو بطورِ کرامت بارگاہِ حبیب ﷺ سے حالتِ تشہد میں جواب سلام کی سعادت پاتے ہیں۔

چنانچہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”**إن بعض أولياء سمعوا على سبيل الكرامة ردّه السلام عليهم عند قولهم : السلام عليك أيّها النّبيُّ ورحمة اللّٰه وبركاتهٗ ولا استحالة فی ذلک** (شواهد الحق فی الاستغاثة بسيد الخلق ﷺ، ص ۱۱)

اس بات کی تائید میں امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ولا استحالة فی ذلك“ یعنی یہ کوئی امر محال اور ناممکن سی بات نہیں کیونکہ غیب پر مطلع فرمانا اور اپنے محبوب مکرم کو دُور ونزدیک کے لوگوں کا کلام وسلام سنانا، یہ تو اس

قادر مطلق کا کام ہے، پھر تعظیم واکرام حبیب ﷺ کے لیے ایسا کرنا کیونکر محال ہوسکتا ہے۔ تفصیل کے لیے شائقین اصل کتاب کا مطالعہ فرما کر محظوظ ہوں۔

یہی امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک دوسری کتاب ''سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین ﷺ'' میں کچھ محبوبان کے واقعات ومشاہدات لائے، پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

☆ عارف باللہ سیّدی علی بن علوی بن عبداللہ بن احمد بن عیسی علوی المشہور ''قسم توڑ'' متوفی ۵۲۷ھ آپ تشہد وغیرہ میں جب یہ کلمات ''السلام علیك ایها النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ'' ادا کرتے تو جناب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب ان الفاظ میں سنتے ''وعلیك السلام یا شیخ ورحمة الله و برکاته'' بسا اوقات آپ ان الفاظ کو بار بار ادا کرتے، پوچھا جاتا آپ ان الفاظ کی تکرار کیوں کرتے ہیں؟ تو کہتے اس لیے تا کہ سرکار کا جواب بار بار سنتا رہوں (اور لطف اندوز ہوتا رہوں)

☆ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تنبیہ المغترین'' میں لکھا کہ میں اس کتاب میں ان لوگوں کے اخلاق کا ذکر کرتا ہوں جو پانچوں وقت کی نماز، نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ادا کرتے ہیں، جونہی نماز کا وقت ہوتا ہے سرکار قبر انور میں نماز ادا فرماتے ہیں اور یہ لوگ جب ان الفاظ میں حضور کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے ہیں ''السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته'' تو سرکار کی طرف سے سلام کا جواب بھی سنتے ہیں۔

امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ چند سطور بعد آگے نقل فرماتے ہیں

☆ سیدی ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے تھے کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب بھی اللہ تعالےٰ کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کے ظہور سے پہلے ہی اسے معلوم ہوجائے؟

وہ کہتے نہیں، پھر فرماتے کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ پر نماز میں سلام بھیجے تو سرکار کی طرف سے باذنہٖ تعالیٰ اس کا جواب سنے؟ وہ کہتے نہیں۔ پھر فرماتے ماتم کرو ان دلوں پر جو اللہ تعالےٰ اور رسول پاک سے محجوب ہیں۔ پھر فرماتے خدا کی قسم! رات اور دن میں لمحہ بھر بھی رسول اللہ ﷺ کی نورانی شکل نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو میں اپنے آپ کو فقراء میں شمار نہیں کرتا۔

(سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین اردو، ص ۳۸۸ و ۳۸۹، مترجم علامہ مفتی عبدالقیوم خان صاحب)

فرماتے ہیں۔ (اور فوراً ہی جواب سے نوازتے ہیں) جبکہ دیگر (دُور والے) غلاموں کا سلام فرشتوں کی وساطت سے پہنچتا ہے (اور آپ انہیں جوابِ سلام عنایت فرماتے ہیں) جنہیں ربُّ العزت نے حضور پرنور شافع یوم النُّشور ﷺ کی (بارگاہ میں بطور تعظیم وتکریم) امت کے صلوۃ وسلام پہنچانے کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔ [۸]

۸: ''إِنَّ لِلّٰهِ ملائكةً سَيَّاحِيْنَ فِي الأرض يُبَلِّغُونِي عن أمتي السلام (حدیث ابن مسعود مرفوعاً)

(اَللّٰالِیُ المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة ص ۱/۲۵۸، امام جلال الدین عبد الرحمن السیوطی متوفی ۹۱۱ھ)

(۲) ''رواه النسائی فی الیوم واللیة، وأبو حاتم السبتی، والإمام أحمد، و إسماعیل القاضی بأسانید صحیحة' الصلات و البشر فی الصلاة علی خیر البشر ص ۷۶، الامام شیخ مجد دین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی (صاحب القاموس) متوفی ۸۱۷ھ

(۳) ''رواه احمد والنسائی و الدارمی وابو نعیم، والبیهقی والخلعی، وابن حبان والحاکم فی ''صحیحهما'' و قال: صحیح الأسناد ''القول البدیع فی الصلاة علی حبیب الشفیع، ۳۲۳۔ امام محمد بن عبد الرحمن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ ''قال الهیتمی فی مجمع الزوائد ۹/۲۴: ورجاله رجال الصحیح''

فرشتوں کا پہنچانا نہ تو علم کے منافی ہے اور نہ ہی حاضر وناظر ہونے کے۔ چنانچہ مولانا شیخ انور شاہ صاحب کشمیری میں لکھتے ہیں

''لأن المقصود من عرض الملائكة هو عرض تلك الكلمات بعينها فی حضرة العالية علمها من قبل او لم يعلم كعرضها عند ربّ العزة ورفع الأعمال إليه فإن تلك الكلمات مما يجي به وجه الرحمن فلا ينفي العرض العلم فالعرض قد يكون للعلم وأخرى لمعان آخر فأعرف الفرق، إلٰى آخره''

یعنی، ملائکہ کے عرض سے مقصود ان ہی کلمات کا آنحضرت ﷺ کے حضور عالی میں عرض کرنا اس سے بحث نہیں کہ آپ جانتے ہیں یا نہیں جس طرح ملائکہ اللہ رب العزت کے حضور میں کلمات طیبہ پیش کرتے ہیں اس کی طرف اعمال لے جاتے ہیں۔ لہٰذا فرشتوں کا پہنچانا علم کے منافی نہیں کیونکہ عرض کبھی تو علم کے لیے ہوتا ہے اور کبھی دوسری

اغراض کے لیے۔پس اس فرق کو بخوبی سمجھ لے۔

(۱)''فیض الباری'' جزو2 صفحہ۳۰۲۔مکتبہ عزیزیہ۱۳۔اردو بازار لاہور۔مکتبۃ الاسلامیہ،A۴ شارع کانسی کوئٹہ۔

(۲)''النبی الشاہدؐ'' ص۳۳۔۳۴۔ازمولانا نور احمد انور فریدیؒ۔

(۱)بعض علماء کے نزدیک فرشتوں کے پہنچانے والی حدیث بے اصل ہے۔جیسے ابن عبد الہادی،الصارم المنکی ص۱۹۰

"رواه العقيلي عن الشيخ له عن العلاء بن عمرو،وقال لا أصل من حديث الأعمش وليس بمحفوظ "

اس حدیث کو عقیلی نے اپنے شیخ علاء بن عمرو سے روایت کیا ہے اور کہا ہے حدیث اعمش سے اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ محفوظ نہیں ہے۔

تعارف امام عقیلی الامام،الحافظ،ابوجعفر،محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی المکی،صاحب''کتاب الضعفاء'' کثیر التصانیف،مقدم فی الحفظ،عالم بالحدیث۔(طبقات الحفاظ، ص ۳۴۶،تذکرة الحفاظ ۸۳۳/۳بحواله علم رجال الحديث ، الباب الثانی تراجم اعلام ائمة الجرح والتعديل ،الدكتور تقی الدين الندوی المظاهری ، مكتبه الايمان المدينة المنوره

نجدیوں کے شیخ ناصر الدین البانی اپنی کتاب'' الاحاديث الضعيفه و الموضوعه ''میں اسی حدیث پر جرح وقدح کرتے ہوئے لکھا

''ان ذکر کردہ مکمل الفاظ کے ساتھ یہ حدیث موضوع ہے۔''

چند سطور بعد ابن عبد الہادی کی متابعت میں لکھا کہ

''عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے الضعفاء(۳۹۸) میں ذکر کیا اور واضح کیا کہ اعمش سے اس حدیث کی کچھ اصل نہیں ہے اور نہ ہی یہ حدیث محفوظ ہے اور اعمش کی متابعت ایسے رواۃ نے کی ہے جو اس سے کم درجہ کے ہیں جیسے ابن مروان ۔''

شیخ البانی بطور خلاصہ رقمطراز ہیں:

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث کا پہلا جملہ موضوع ہونے سے محفوظ ہے اس لیے کہ اس کی متابعت موجود ہے ابن تیمیہ اور اس جیسے ائمہ فن کی آنکھوں سے بھی متابعت مخفی رہی ،البتہ حدیث کا دوسرا جملہ موضوع ہے اس لیے کہ اس کا کوئی شاہد نہیں ہے۔''

(احادیث ضعیفہ کا مجموعہ،جلد۲،ص۱۴۱،اردو ترجمہ مولانا محمد صادق خلیل)

شیخ البانی اوران کے ہمنوا علماء کی تردید سے پہلے ذرا حدیث موضوع کی تعریف ملاحظہ فرمائیے۔

عصر حاضر کے حدیث کے بڑے عالم علامہ غلام رسول سعیدی حدیث موضوع کی تعریف میں لکھتے ہیں:

''جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔''(مقدمہ تذکرۃ المحدثین ص۳۵)

علامہ سعیدی مزید لکھتے ہیں۔

راوی کی مجروحیّت اور وجوہ طعن کا تعلق سند سے ہوتا ہے۔متن کا حکم دوسرے قرائن سے کیا جاتا ہے۔یہ ممکن ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک وضّاع راوی بیان کرے پس اس سند کے اعتبار سے تو اس حدیث کو موضوع کہا جائے گا۔فی نفسہٖ وہ حدیث موضوع نہیں کہلائے گی۔البتہ جب کسی حدیث کی سند میں کوئی وضّاع راوی ہو اور اس حدیث کا متن کسی طریقہ سے ثابت نہ ہو تو وہ حدیث مطلقاً موضوع کہلائے گی۔(مقدمہ تذکرۃ المحدثین،ص ۳۹، غلام رسول سعیدی)

اب آیئے ذرا دیکھیں تو سہی کہ ائمہ اُصولِ حدیث کے نزدیک یہ حدیث مبارکہ کس درجہ کی ہے۔

امام جلال الدین عبد الرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ امام عقیلی کا تعاقب کرتے ہوئے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

(قلت) أخرجه البيهقی فی شعب الايمان (۳۱۱۶)،والنسائی ۴۳/۳،وأحمدا/۴۴۱و۴۵۲،۲/۲۵۲، والدارمی۲/ ۳۱۷،والمجمع۹/۲۴)

من هذا الطريق و اخرج له شواهد منها حديث ابن مسعود مرفوعاً : إن للّٰه ملائكة سياحين فی الأرض يبلّغونی عن أمتی السلام . وحديث ابن عباس قال: ليس أحد من أمة محمد ﷺ يصلّی عليه صلاة إلا وهی تبلغه يقول الملك فلان يصلّی عليک .

أخرج أحمد و أبو داود والبيهقی عن أبی هريرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ : ما من أحد يسلّم علیّ إلا رد اللّٰه إلیّ روحی حتی أرد عليه السلام ، ثم وجدتُ لمحمد بن مروان متابعاً على الأعمش . أخرجه أبو الشيخ فی الثواب ، حدثنا عبد الرحمن بن أحمد الأعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا أبو معاوية عن الأعمش به .

وقال العيقلی حدثنی إبراهيم بن عبد اللّٰه حدثنا سعيد بن محمد الجرمی حدثنا علی بن القاسم الكندی حدثنا نعيم بن ضمضم عن عمران بن حميری الجعفی قال قال عمار بن ياسر الا احدثكم عن حبيبی محمد رسول الله ﷺقال لی : يا عمار إن اللّٰه تبارک وتعالی أعطی ملكاً من الملائكة سماع الخلائق و هو قائم على قبری إذا أنا مت فليس أحد من أمتی يصلّی

على صلاة إلا سمّاه باسمه و اسم أبيه يا محمد إن فلان بن فلان صلّى عليك يوم كذا و كذا قال و تكفل الرّبّ أن يصلّي على ذلك العبد عشرين بكل صلاةٍ .

ترجمہ:''حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہ سناؤں۔ آپ نے مجھے فرمایا: اے عمار! بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اس ذات پاک نے تمام مخلوق کے برابر قوت سماع عطا فرمائی ہے۔ وہ میرے وصال کے بعد میری قبر پر رہے گا۔ میرا کوئی بھی امتی جب بھی مجھ پہ درود وسلام پڑھے گا تو وہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر یوں عرض کرے گا۔ یا محمد فلاں بن فلاں نے آج اس قدر درود بھیجا ہے۔ رب تعالیٰ ہر ایک درود کے بدلے دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا۔''

وقال ابن أبي شيبة في المصنف حدثنا هشيم انبانا حصين عن يزيد الرقاشي : أن ملكاً موكّل بمَن صلّى على النبي ﷺ أن يبلّغ عنه النبي ﷺ أن فلاناً من أمتك يصلّي عليك .

وقال الطبراني : حدثنامحمد بن عثمان بن أبي شيبة حدثنا أبو كريب حدثنا قبيصة بن عقبة عن نعيم بن ضمضم عن ابن الحميري قال قال لي عمار يا ابن الحميري ألا أحدثك عن نبي الله ﷺ قلتُ: بلى قال قال رسول الله ﷺ: يا عمار أن لله ملكاً أعطاه سماع الخلائق كلّها وهو قائم على قبري إذا مت إلى يوم القيامة فليس أحد من أمتي يصلّي على صلاة إلا سمّاه باسمه واسم أبيه ، قال يا محمد: صلّى فلان عليك كذا و كذا فيصلي الربّ على ذلك الرجل بكلّ واحدةٍ عشراً فهذا ن متابعان لعلي بن القاسم .

عن ابي بكر الصديق قال قال رسول الله ﷺ : أكثروا الصلاة على فإن الله وكّل بي ملكاً عند قبري فإذا صلّى عليّ رجل من أمتي قال لي ذلك الملك يا محمد: إن فلان بن فلان صلّى عليك الساعة والله اعلم .

(اَللآلیُ المصنوعة في الاحاديث الموضوعة ١/٢٥٨ تا ٢٦٠: از امام جلال الدين عبد الرحمن السيوطى ، مركز اهل سنت بركات رضا)

ترجمہ:''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا، میری امت میں سے جو (خوش بخت) بھی ہدیۂ درود بھیجے گا۔ وہ فرشتہ مجھے یوں عرض کرے گا یا محمد: فلاں بن فلاں نے اس وقت آپ پر درود پڑھا ہے۔''

عدیم المثال شارح ومحدّث صاحبِ فتح الباری (۶/۳۷۹) امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو جید قرار دیا۔ مگر حیرت ہے کہ شیخ البانی نے بغیر کسی دلیل کے اسے درست ماننے سے انکار کر دیا۔

امام ابن قیم نے اس کی سند کو غریب کہا ہے۔ مگر امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: قلتُ وسنده جيد ،كما أفاده شيخنا میں کہتا ہوں اس کی سند جید ہے جیسا کہ ہمارے شیخ کریم کی تحقیق ہے۔

(القول البديع في الصلاة على حبيب الشفيع، ص۳۲۵ از امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۴ھ)

شیخ البانی کی تحقیق کا ماخذ ابن عبدالہادی کی ''الصارم المنکی'' ہے اور وہ امام عقیلی سے ناقل ہیں۔ جبکہ امام جلال الدین سیوطی نے امام عقیلی کا تعاقب کرتے ہوئے صحیح الاسناد احادیث پیش کر کے بات ہی ختم کر دی۔

عالم اسلام کے نامور محدّث ونقاد محمود سعید شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ''رفع المنارة لتخريج احاديث التوسل والزيارة'' میں اس حدیث پر شاندار تحقیق فرمائی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن عبدالہادی اور اپنے معاصر شیخ البانی کا عالمانہ اور محققانہ رد فرمایا اور حدیث ہذا کو سند کے اعتبار سے جید قرار دیا ہے اور فرمایا: جس کسی نے بھی حدیثِ ہذا کو موضوع قرار دیا، انہوں نے ابوالشیخ کی روایت سے عدم واقفیت کی بنا پر ہی ایسا کہا۔

شیخ موصوف کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

'' وحاصل ما ذكر أن الحديث جيد الأسناد ، ومن حَكَم على هذا الحديث بالوضع فلعدم وقوفه على رواية أبي الشيخ وهذا الحديث بمفرده يرد دعوى ابن تيمية ومن شايعه ومن معاصريه كابن عبد الهادي ، ومن معاصرينا كالالباني ، أن احاديث الزيارة موضوعة ''

(رفع المنارة لتخريج احاديث التوسل والزيارة،ص۳۵۴)

ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو معناً صحیح تسلیم کیا، لیکن اس کی سند کو قابل حجت نہ مانا۔

محمود سعید شیخ لکھتے ہیں:

''لكن قال : أسناده لين في إحدى رسائله في الرد على الاخنائي(ص۱۳۴) وإن كان معناً صحيحاً فأسناده لايحتج به . ''

(رفع المنارة لتخريج احاديث التوسل والزيارة،ص۳۵۳)

علمائے حرمین کی عقیدت ومحبت اور عقائد کا دم بھرنے والے، پاک وہند کے علمائے دیوبند کی تحقیق کے مطابق بھی یہ حدیث سند کے لحاظ سے جید ہے۔ جیسا کہ مفتی عبدالشکور ترمذی نے لکھا:

''اور اس حدیث کی سند کے بارہ میں شیخ ابن حجر فتح الباری جلد۶ ص۳۷۹ میں اور حافظ سخاوی'' القول البديع '' ص۱۱۶ میں، اور علامہ علی قاری'' مرقات '' جلد۲ ص۱۰ میں، اور علامہ شبیر احمد عثمانی'' فتح الملهم '' جلد۱ ص۳۳۰ میں فرماتے ہیں کہ:

''یہ سند جیّد ہے اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ خاص کر جبکہ امت مسلمہ کا اجماع اور تعامل بھی اس کی تائید کر رہا ہے۔''

(خلاصہ عقائد علمائے دیوبند مع تصدیقات جدیدہ، ترتیب مفتی عبدالشکور ترمذی، ملحق بہ المہند علی المفند ص ۱۵۸)

امام یوسف بن اسماعیل نبھانی لکھتے ہیں:

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں تشہد کی حالت میں سلام پیش کرنے کی مشروعیت، سلام عرض کرنے والا خواہ قریب سے ہو یا دور سے آپ ﷺ کا سماع فرمانے کی تائید ''السلام علیك ایها النبی'' صیغۂ خطاب سے عیاں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اولیاء کاملین نماز میں ''السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته'' کرامت کے طور پر سن لیا کرتے تھے۔

امام موصوف آگے لکھتے ہیں: اور یہ کوئی امر محال اور ناممکن سی بات نہیں۔

'' **لأن الذی اطلعه علی الغیب و السمعه کلام من یخاطبه من بعید و قریب هو الله تعالی و لا فرق عنده تعالی بین أن یکون ذلک فی حیاته و بعد مماته فقد صحّ أنه حیٌّ فی قبره ﷺ** ''

(شواهد الحق فی الا ستغاثة بسید الخلق عربی، ص ۲۱۱، مرکز اهل سنت برکات رضا)

یعنی، یقیناً حضور ﷺ کی ذات گرامی کو دور و نزدیک والوں کا کلام پہنچانے اور غیب سے مطلع فرمانے والا تو اللہ پاک ہی ہے۔ اور ایسا اللہ پاک کی قدرت سے بعید نہیں۔ خواہ آپ کی حیات ظاہری ہو یا باطنی، اور یہ بات بھی طے ہے کہ آپ اپنی قبر شریف میں جسم شریف کے ساتھ زندہ ہیں۔

حضرت علامہ مولانا منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''مقام رسول'' میں اس عنوان پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے، جو لائق مطالعہ ہے۔ آپ نے ''دُور سے سننا، پھر دُرود کا سننا'' کے دلپذیر نام سے عنوان قائم کیا۔ جسمیں تحقیق و تدقیق اور دلائل کے انبار لگا دیئے۔ جسے پڑھ کر دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر چند ایک موتی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا:

حَتّٰی اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰٓاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ o فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (پ۱۹، النمل ۱۹-۱۸)

''یہاں تک کہ جب حضرت سلیمان مع لشکر چیونٹیوں کی وادی پر آئے۔ ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں، تو سلیمان (علیہ السلام) اس کی بات سے

مسکرا کر ہنسے۔''

(۲) نبی دُور سے سنتے ہیں ﷺ چنانچہ سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی یہ خفیف سے خفیف آواز تین میل کے فاصلہ سے سن کر ہنسنے لگے۔ (جلالین ص ۳۱۸۔ جمل جلد ۳ ص ۳۰۶۔)

(۳) نبی جانوروں کی زبان بھی جانتے ہیں۔ (کبیر، خازن، جمل، صاوی)

(۴) حضور علیہ السلام مہد (گہوارہ) میں چاند کی باتیں سنتے تھے۔ اور فرمایا:

''**أسمع وجبته حين يسجد تحت العرش .** ''

''میں اس کے دھماکے کی آواز سنتا ہوں جب کہ وہ چاند عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔''

اور آپ سیدہ والدہ آمنہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنتے تھے۔ نیز اپنی والدہ مطہرہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر قلم کی آواز سنتے تھے جبکہ وہ لوح محفوظ پر چلتی تھی۔ جو محبوب بچپن میں اور والدہ کے بطن مقدس میں رہ کر اتنی دور دراز کی باتیں سنتے رہے وہ اب زمین والوں کا درود خود نہیں سکتے۔ فیا للعجب

(۵) حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا:

''**أتسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شئی قال إنی لأسمع أطيط السماء .** '' (الحدیث)

(اخرجہ ابونعیم خصائص کبری جلد ۱، ص ۶۶۔ زرقانی، جلد ۴، ص ۹۰)

''کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں، صحابہ نے عرض کیا ہم تو کچھ نہیں سن رہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: بے شک میں آسمان کے چڑ چڑانے کی آواز سنتا ہوں۔''

جو محبوب آسمانوں کے رونے کی آواز سنتے رہے وہ زمین والوں کا درود خود نہیں سن سکتے۔ وہ فاصلہ بھی ذہن نشین رہے اور یہ فاصلہ بھی۔ (ملاحظہ فرمائیے ''مقام رسول'' ص ۶۰۳ تا ۶۲۶)

عصر حاضر کے ایک اور مذہبی سکالر مفتی غلام سرور قادری رحمۃ اللہ علیہ کی مایۂ ناز تصنیف ''درود و سلام اور شان خیر الانام'' جس میں مفتی صاحب نے عمدہ تحقیق اور نفیس بحث فرمائی ہے۔

'' **ما مِن أحدٍ يسلّم علی إلا رد الله إلی روحی حتی أردّ عليه السلام** '' (مشکوۃ، ص ۸۶)

اس حدیث کے تحت عظیم الشان محدّث امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

'' **ويتولّد من هذا الجواب اخر و هو أن يكون الروح كناية عن السمع ويكون المراد أن الله تعالٰی يردّ عليه سمعه الخارق للعادة بحيث يسمع سلام المسلم وإن بَعُد قُطْرُهٗ و يردّ عليه من غير احتياج إلی وَاسِطَةٍ مُبَلِّغٍ وليس المراد سمعه المعتاد و كان له ﷺ فی الدنيا حالة يسمع**

فیھا سمعاً خارقاً للعادة بحیث کان یسمع أطیط السماء کما بینت ذلک فی کتاب المعجزات"

(انبیاء الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء، ص ۲۴۷)

ترجمہ: اور (امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ کے) اس جواب سے ایک اور جواب پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ روح مبارک کے لوٹائے جانے سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالے حضور اکرم ﷺ پر آپ ﷺ کی سننے کی معجزانہ قوت کو یوں لوٹا دیتا ہے کہ حضور ﷺ سلام بھیجنے والے کے سلام کو سنتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی دُور ہو اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس قوت سے دُرود بلا واسطہ سنتے ہوں اور آپ ﷺ کو دُرود پہنچانے والے فرشتے کی حاجت نہیں ہوتی اور اس سے مراد آپ ﷺ دُور والے کا دُور سے دُرود سننا معمولی قوت سماعت سے نہیں ہے (بلکہ معجزانہ قوتِ سماعت سے ہے) اور دنیا میں حیاتِ ظاہرہ کے زمانہ میں بھی آپ ﷺ کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ معجزانہ قوت سے سنتے تھے۔ حتی کہ آپ ﷺ آسمان کے چر چرانے کی آواز سنتے تھے۔ چنانچہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس کو اپنی کتاب" المعجزات" میں بیان کیا۔

الحمدللہ اس حدیث سے بھی امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضور ﷺ کے دُور سے دُرود سننے کو ثابت کر دیا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ جس طرح حضور ﷺ قبر انور کے پاس دُرود پڑھنے والے کا دُرود سنتے ہیں اسی طرح دُور سے دُرود پڑھنے والے کا دُرود بھی سنتے ہیں۔ اسی طرح جیسے دُور کا دُرود حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے ایسے ہی قبر انور پر پڑھا جانے والا درود شریف بھی حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ فرشتے کے درود پہنچانے سے آپ ﷺ کے خود بلا واسطہ درود سننے کی نفی نہیں ہوتی اور (بقیہ حاشیہ) آپ ﷺ کے دُرود سننے سے فرشتے کے درود کو پہنچانے کی نفی نہیں ہوتی اور جیسا کہ ہم نے پہلے وضاحت کر دی ہے۔ کہ حدیث میں جو فرمایا گیا کہ جو دُرود میری قبر انور پر پڑھا جاتا ہے میں اسے سنتا ہوں اور جو دُور سے پڑھا جاتا ہے وہ مجھے فرشتے پہنچا دیتے ہیں اس میں توجہ خاصہ سے یعنی خصوصی توجہ سے سننا مراد ہے۔ ایسی خصوصی توجہ سے کہ علی العموم دُور سے پڑھے جانے والے دُرود کو اس خصوصی توجہ سے نہیں سنا جاتا بلکہ عمومی طور پر یعنی عام توجہ سے سنا جاتا ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسے ہے جیسے ایک شخص دُور سے سفر کر کے مشکلیں برداشت کر کے آپ کے پاس آتا ہے تو آپ اس کی تکالیف و مشکلات کا احساس کرتے ہوئے اس کی بات کو خاص توجہ اور دل کی گہرائی سے سنیں گے جبکہ جسے نے ایسی تکالیف و مشکلات برداشت نہیں کیں اس کی بات اس خاص توجہ سے اور دل کی گہرائی سے نہیں سنیں گے جبکہ سنیں گے دونوں ہی کی مگر ایک عمومی توجہ سے اور دوسرے کی خصوصی توجہ سے۔

(دُرود و سلام اور شانِ خیر الانام ﷺ۔ ص ۱۴۳۔۱۴۴ از ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری رحمۃ اللہ علیہ)

"اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ"

"ہم پر اور نیک بندگانِ خدا پر سلام ہو"

سوال ﴾ اگر کہا جائے کہ سلام تو اللہ تعالیٰ نے شب معراج، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ" کے الفاظ سے عنایت فرمایا تھا جیسا کہ مشہور ہے۔ ہماری طرف سے تو سلام کا جواب اللہ پر لوٹایا جانا چاہیے تھا اور یوں کہا جاتا کہ" السلام علی اللّٰہ تعالیٰ" مگر اس کے خلاف جوابِ سلام میں کہا گیا ہے:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ" یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

جواب ﴾ اس کا جواب کچھ یوں ہے کہ سلام ایک دعا ہے، جو دنیوی واُخروی آفات وبلیّات سے عافیت پا کر صحیح وسالم رہنے کا نام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے مُنزّہ اور مُستغنی ہے کہ اس کے لیے سلامتی کی دعا کی جائے، پس اس کے عوض اس ذات پاک کے بندگان خاص پر سلام بھیجا کہ وہ اس درگاہ کے مقربین اور صاحبانِ عظمت ہیں۔ صحیح حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور سرور دوعالم ﷺ کے پیچھے نماز میں یوں کہنے لگے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ عِبَادِہٖ وَعَلٰی جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَعَلٰی فُلَانٍ وَفُلَانٍ" [9]

[9] بخاری ومسلم ۔ مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب التشھد

’’اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام، جبرئیل ومیکائیل پر اور فلاں فلاں پر بھی سلام ہو۔‘‘

آپ صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

’’اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادَ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ‘‘

خدا تو خود سلام ہے اور دوسروں کو بھی سلامتی بخشنے والی ذات ہے۔

دوسروں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر سلام کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ جب مجھ پر سلام بھیجا جائے تو اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندگان پر بھی سلام بھیجو۔ تاکہ زمین وآسمان میں موجود ہر صالح بندے پر سلام پہنچے۔ جبرائیل ہو یا میکائیل ہو وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے کہ یہاں یہ سب (عباد اللہ الصالحین میں) داخل وشامل ہیں۔[10]

---

[10]: حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ لفظ ’’صالح‘‘ پر جامع ومانع انداز میں گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: صلاح فساد کی ضد ہے۔ بندۂ صالح اسے کہتے ہیں جو عبودیت کے حقوق جیسے اور جس طرح ان کا حکم ہے، بجالائے۔ اور استقامت دکھائے اور کسی طرح سے بھی اس کے ظاہری وباطنی حالات کے کارخانہ میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو۔ مقام صلاح دراصل اعلیٰ ترین منصب اور ارفع ترین مرتبہ ہے۔ اس لئے حق جل وعلا نے انبیاء ورسل کے صالح ہونے کے ساتھ تعریف کی۔ درست بات یہ ہے کہ صلاح کے بہت سے مرتبے ہیں اور بعض بعض سے فوقیت رکھتے ہیں۔ اور سبکو اپنے صالح ہونے کے مطابق سلامتی سے حصہ ملتا ہے۔

(اردو ترجمہ اشعۃ اللمعات از محمد سعید احمد نقشبندی، سابق خطیب حضرت داتا گنج بخش لاہور)

گواہی ہے اور بعض روایات میں ’’وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ‘‘ کا اضافہ ہے۔[11] اگر اس کو بھی پڑھ لیا جائے تو بلاشبہ درست ہے لیکن مذہب حنفی کے مطابق صحیح روایت وہی قول اول ہے جو مذکور ہو چکا ہے۔

۔’’اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداًعَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ‘‘

اول خدائے بزرگ وبرتر کی خدائی کی شہادت ہے اور دوسری حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی تشہد کے بعد درود پڑھے اور وہ حضرات حنفیہ کے نزدیک سنت ہے۔ جبکہ حضرت امام شافعی فرض قرار دیتے ہیں۔

---

[11]: عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وجْھَہٗ اَنَّہٗ کَانَ اِذَاتَشَھَّدَقَالَ: ’’ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ الْغَادِیَاتُ الرَّائِحَاتُ الطَّاھِرَاتُ النَّاعِمَاتُ السَّابِغَاتُ مَاطَابَ وَطَھُرَ ، وَزَکٰی وَخَلُصَ ، وَنَمٰی فَلِلّٰہِ ، وَمَاخَبُثَ فَلِغَیْرِ اللّٰہِ ، اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ، مُحَمَّداًعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ، اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًاوَّنَذِیْرًاوَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًامُنِیْرًا ، اَشْھَدُ اَنَّکَ نِعْمَ الرَّبِّ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلِ‘‘

(مسند امام زید رضی اللہ عنہ، ص۹۶، اردو ترجمہ محمد محی الدین جہانگیر، مکتبہ شبیر برادر اردو بازار لاہور)

وروینا فی الموطا وسنن البیھقی وغیر ھما ایضاً باسناد صحیح عن عائشۃ رضی اللہ عنھا : (اَلتَّحِیَّاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ ، اَشْھَدُ اَنْ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ، السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ، السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ)

مالک(۱/۹۱)، والبیھقی(۲/۱۴۴)، وابن ابی شیبۃ فی مصنفہ (۱/۲۶۱)، ’’اسنادہ صحیح .‘‘

(کتاب الاذکار ص۶۲ از امام محی الدین ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی (۶۳۱ھ۔۶۷۶ھ))

درود کی کیفیت احادیث میں مختلف صیغوں کے ساتھ آئی ہے۔[۱۲] اگر درج ذیل الفاظ کے ساتھ پڑھ لے تو بھی کافی ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

ایک نسخہ میں:

"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

حسبِ قانون مشبہ بہ (درود ابراہیم خلیل اللہ) میں وجہ تشبیہ کا قوی ہونا لازمی ہے، جو کہ یہاں موردِ سخن ہے (یعنی نبی کریم ﷺ کے درود پاک کو ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ جو تشبیہ دی گئی ہے اس میں بعض لوگ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر اللہ کا جو انعام و

---

[۱۲] : یہ درود مبارک متعدد صحابہ کرام سے مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ کتب صحاح (بخاری، مسلم، ابو داود، ترمذی، نسائی) سمیت دیگر کتب احادیث میں فقہاء محدثین نے بھی اس درود شریف کو مختلف اسانید سے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے۔ صاحب رسالہ شیخ اجل شاہ عبدالحق محدّث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں ۴۹ صیغوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ۳۴ صیغے سرکار ﷺ اور دیگر حضرات صحابہ کرام سے ثابت ہیں۔ (شرح سفر السعادت فارسی ص ۴۰۰)

صاحب قاموس نے "الصلات والبشر فی الصلوة علی خیر البشر" میں امام نمیری کی "الاعلام" کے حوالے سے تقریباً ۴۰ صیغوں کا ذکر فرمایا ہے۔

امام اجل شیخ تقی الدین سبکی نے "شفاء السقام فی زیارة خیر الانام" کے خاتمہ میں نمیری کی کتاب "الاعلام" کے حوالے سے ۵۰ سے زیادہ صیغے ذکر فرمائے ہیں۔

علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبھانی نے "سعادة الدارین" میں "القول البدیع" کے حوالے سے ۴۰ صیغوں کا ذکر کیا اور ہر صیغے کی تخریج، مصادر و مراجع کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔

اکرام ہوا وہ قوت میں زیادہ ہے۔ چونکہ اسے درود مصطفیٰ کے لئے تشبیہ و مثال کے طور پر ذکر کیا گیا) اس کے بہت سے جوابات رسالہ جذب القلوب میں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ بہترین جواب یہ ہے کہ یہاں پر تشبیہ صرف اور صرف نفس صلوة میں ہے اور بس۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں

"اِنَّا اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ"

ترجمہ: بے شک اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔

(النساء۔ آیۃ: ۱۶۳، از کنز الایمان، امام احمد رضا خان)

مشبہ میں وجہ تشبیہ (نزولِ وحی) کا ظہور اور اس کی شہرت ہی تشبیہ دینے کے لئے کافی ہے۔ یعنی جس طرح نوح علیہ السلام پر وحی کا نزول ہے۔ وہی نزول وحی آپ ﷺ پر بھی ہے۔ تشہد اور صلوة کے بعد دعاؤں میں سے پسندیدہ دعا جو بھی چاہے پڑھ لے۔ اگر ماثورات (احادیث اور عمل صحابہ سے ثابت شدہ دعاؤں) سے پڑھ لے تو افضل ہے۔

ماثورہ دعاؤں سے ایک یہ بھی ہے جسے حضور فخر دو عالم ﷺ نے حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی التماس پر انہیں تعلیم فرمائی:

"رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً کَثِیْراً وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَرْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ[۱۳]

"اے اللہ (عزّ وجل) بیشک میں نے اپنی جان پر بہت بہت ظلم کئے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہ بخش نہیں سکتا، تو ہی میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم

---

[۱۳] : متفق علیہ۔ مشکوة، کتاب الصلوة، باب الدعاء فی التشہد، ص ۸۷، الدعوات الکبیر، رقم: ۹۰

کر، بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

یہ دعا بھی پڑھ سکتا ہے۔

۱:۔''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفِتَنِ مَا اَظْھَرَمِنْھَا وَمَابَطَنَ

۲:۔'' اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ '' [۱۴]

(ترمذی، رقم: ۳۴۲۲۔ بحوالہ ''حصن حصین'')

یعنی، اے اللہ! میں عذاب قبر کے فتنے، عذاب دوزخ کے فتنے، کانے دجّال کے فتنے، ہر ایسا کام جو گناہ میں پڑنے کا سبب ہو اور ایسا قرض جس کی ادائیگی مشکل پڑ جائے اور زندگی و موت کے تمام فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور میں تجھ سے ہر ظاہری و باطنی فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں۔

اے اللہ! میرے پہلے اور پچھلے، ظاہری اور پوشیدہ، میری فضول خرچیاں اور وہ گناہ بھی جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، سب معاف فرما دے۔

۱۴: یہ احادیث مبارکہ، الفاظ کی تقدیم و تاخیر اور معمولی سی تبدیلی کے ساتھ مختلف کُتُبِ حدیث میں موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مسلم، ابوداود، نسائی، ترمذی

غالبًا حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کو یکجا کر دیا، تاکہ نمازی جملہ الفاظ حدیث کے برکات سے مستفید و مستفیض ہو سکے۔ مترجم

نیز یہ جامع دعا بھی پڑھ سکتا ہے۔ چونکہ یہ دنیا و آخرت سب کو شامل ہے۔

'' رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ''

اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ [۱۵]

☆ ☆ ☆ ☆ تمت بالخیر ☆ ☆ ☆ ☆

۱۵: البقرۃ، آیت: ۲۰۱۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القران از: امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ

﴿مصادر ومراجع﴾

1۔المنہاج فی شرح مسلم بن حجاج۔امام ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف النووی،متوفی ۶۷۶ھ

2۔الکواکب الدراری شرح صحیح بخاری۔محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی۔

3۔مشکوۃ المصابیح۔امام ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ،خطیب بغدادی،متوفی ۷۴۰ھ

4۔کتاب الاذکار۔امام ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف النووی،متوفی ۶۷۶ھ

5۔مسند امام زید رضی اللہ عنہ۔اردو ترجمہ:محمد محی الدین جہانگیر،مکتبہ شبیر برادر،اردو بازار لاہور

6۔شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام۔امام اجل،شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ

7۔القول البدیع فی الصلاۃ علی حبیب الشفیع ﷺ۔امام عبدالرحمٰن سخاوی،متوفی ۹۰۴ھ

8۔اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ۔امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

9۔الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر۔امام،شیخ مجدالدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی،متوفی ۸۱۷ھ

10۔رفع المنارۃ لتخریج احادیث التوسّل والزیارۃ۔محدّث،نقاد،محمود سعید شیخ

11۔اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوۃ۔شاہ عبدالحق محدث دہلوی،متوفی ۱۰۵۲ھ

12۔شرح سفر السعادت۔شاہ عبدالحق محدث دہلوی،متوفی ۱۰۵۲ھ

13۔سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین ﷺ۔امام یوسف بن اسماعیل نبہانی،متوفی ۱۳۵۰

14۔شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق۔امام یوسف بن اسماعیل نبہانی،متوفی ۱۳۵۰ھ

15۔معارج النبوۃ۔حضرت ملا معین الدین کاشفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ

16۔تسکین الخواطر فی مسئلہ الحاضر والناظر۔امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۹۸۵ء

17۔النبی الشاہد۔مولانا نور احمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ۔متوفی ۱۹۶۹ء

18۔مقام رسول۔علامہ مولانا منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ

19۔تذکرۃ المحدثین۔شارح بخاری ومسلم،علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

20۔درود وسلام اور شان خیر الانام۔مذہبی سکالر،مفتی غلام سرور قادری رحمۃ اللہ علیہ

21۔تبیین ضلالات البانی۔شیخ عبداللہ الہرری رحمۃ اللہ علیہ

22۔صفۃ صلاۃ النبی۔شیخ ناصر الدین البانی،متوفی ۱۴۲۰ھ

23۔الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ۔شیخ ناصر الدین البانی،متوفی ۱۴۲۰ھ

24۔فیض الباری شرح صحیح بخاری۔شیخ انور شاہ کشمیری

25۔خلاصہ عقائد علمائے دیوبند مع تصدیقات جدیدہ،ترتیب،مفتی عبدالشکور ترمذی

☆☆☆☆☆☆☆☆